OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

اجتہاد کا معنی و مفہوم اور اقسام: ایک تحقیقی مطالعہ
A Research Study of Meaning and Types of *Ijtihād*

Muhammad Khalid Raza
Doctoral Candidate Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad
Prof, Dr. Rana Matloob Ahmad
Chairman Department of Arabic & Islamic Studies, The University of Faisalabad, Faisalabad

Abstract

Ijtihād, (Arabic: "effort") in Islamic law, the independent or original interpretation of problems not precisely covered by the *Qurʾān,* Hadith (traditions concerning the Prophet Muhammad's life and utterances), and Ijmāʿ (scholarly consensus). In the early Muslim community, every adequately qualified jurist had the right to exercise such original thinking, mainly in the form of raʾy (personal judgment) and qiyās (analogical reasoning), and those who did so were termed mujtahids. But with the crystallization of legal schools (madhhabs) under the ʿAbbāsids (reigned 750–1258), jurists of the majority Sunni branch of Islam came to be associated with one or another of the schools of law and formulated their legal thought within the framework of their school's interpretive principles and against the backdrop of its doctrinal precedent. Over time, individuals' qualifications to exercise ijtihād were organized into levels, ranging from the absolute mujtahid, who was bound by no precedent and free to develop his own interpretive principles, to the absolute muqallid ("follower," "layperson"), who was required to follow authoritative jurists unquestioningly.

Keywords: Ijtihad, *Qurʾān,* Prophet Muhammad, original thinking, legal thought, organized, unquestioningly

CC BY

تمہید

لفظ اجتہاد کا مادہ "ج ھ د" ہے۔ اس کا لغوی معنی کتب معاجم میں یوں بیان ہوا ہے:

۱۔ جھد: (باب فتح یفتح) سے ہے جس کا معنی ہے کسی کام یا معاملے میں اپنی جانب سے بھرپور کوشش کرنا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے :جھد في الامر اس نے کام میں کوشش کی۔ اسی طرح یوں بھی کہا جاتا ہے: جھد فلانا یعنی بلغ مشقته یعنی فلاں شخص نے اپنی مکمل محنت کی۔ اس کو یوں بھی بیان کیا جاتا ہے: جھده المرض او التعب الحب یعنی بیماری، محبت یا تھکاوٹ نے اس شخص کو کمزور کر دیا۔ اس کا ایک معنی ہے: جھد اللبن ای مزجه بالماء و اخرج زبده کله کہ اس نے دودھ میں خوب محنت کر کے اس میں پانی ملا کر اس کا سارا مکھن نکال لیا۔[1]

۲۔ جُھد : مکمل کوشش، غمگین اور کمزور ہونے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: جُھد الرجل اذا ھزل یعنی آدمی نے اتنی کوشش کی کہ وہ دبلا ہو گیا۔ امام سیبویہ اس کو اس معنی کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں کہ اس نے حتی المقدور اپنی کوشش کی۔[2]

۳۔ جھد :(باب سمع یسمع)۔ مشکل ہونا، تنگ ہونا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: جھد العیش زندگی گزارنا مشکل ہو گیا۔[3]

۴۔ اجھد: (باب افعال) ظاہر کرنا، محتاط ہونا، زیادہ ہونا۔ باب افعال سے استعمال کی صورت میں ان معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: اجھد فیه الشیب اس میں بڑھاپے کے آثار خوب ظاہر ہو گئے۔[4] اجھد له الطریق والحق اس پر حق اور راستہ خوب ظاہر و باہر ہو گیا۔[5] اجھد فلان في الامر فلاں نے اس معاملہ میں احتیاط سے کام لیا۔ اجھد علی ان یفعل کذا کسی نے اس کو ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ اجھد العدو علیه دشمن نے اس پر اپنی پوری کوشش کی۔

۵۔ الجھد: مشقت اٹھانا۔ جیسا کہ کہا جاتا ہے: الجھد ما جھد الانسان من مرض او امر شاق فھو مجھود یعنی "جھد" یہ ہے کہ جو انسان کسی بیماری یا کسی کام پر مشقت اٹھاتا ہے ایسے شخص کو" مجھود" کہا جاتا ہے۔ اس کا ایک معنی مبالغہ اور انتہاء کا بھی ہے: جیسا کہ معروف نحوی الازہری کہتے ہیں: "الجھد بلوغک غایة الامر الذی لا تالو علی الجھد فیه" یعنی" جھد" یہ ہے کہ تو کسی معاملہ کی انتہاء تک پہنچ جائے۔ یا کہا جاتا ہے: "جھدت جھدی و اجتھدت لابی و نفسی حتی بلغت مجھودی" یعنی میں نے اتنی کوشش کی (یعنی مشقت اٹھائی) کہ مجھے میرا مقصود مل گیا۔ "اصلاح المنطق" کے مصنف ابن سکیت اور نحوی الفرا بھی اس کے معنی (الغایة) مبالغہ اور انتہا مراد لیتے ہیں۔[6] اسی طرح جس شخص کو مشقت پہنچی ہو اس کو "الجھدان" کہتے ہیں۔[7]

۶۔ الجھد: طاقت ۔ شیر کو بھی کہتے ہیں استطاعت و وسعت ۔[8] الجھد: الشي القليل يعيش به المول علی جهير العيش ۔ یعنی وہ قلیل شے جس پر تنگدست آدمی گزارہ کر لیتا ہے امام فراء اور الازھری کے نزدیک اس کے معنی طاقت اور استطاعت ہی کے ہیں۔

۷۔ الجاہد: (اسم فاعل) کہا جاتا ہے جهد جاہد جس کا مطلب مبالغہ کرنا ہے۔ اسی طرح کہتے ہیں شعر شاعر (بہت گہرا شعر) لیل لائل (کالی گھپ رات)۔

۸۔ اجتہد۔ تجاھد والاجتہاد (باب افتعال) اس کے معنی بذل ما في وسعه یعنی استطاعت اور مقدور بھر پوری کوشش کرنا۔ تجاھد و اجتھد في الامر کسی امر میں کوشش کرنا اور اپنی پوری طاقت خرچ کر دینا۔[9] اسی طرح کسی معاملے میں غور کرنے کیلئے کہتے ہیں: استجھد في الامر۔ تو گویا "تحمل الجھد "یعنی مشکل اور محنت طلب کام کیلئے مشقت برداشت کرنا اجتہاد ہے۔[10]

۹۔ اسی طرح انگریزی زبان میں 'اجتہاد' کا ہم معنی لفظ Diligence ہے جس کے معنی Persistenteffort (جان فشانی،

انتہائی کوشش) کے ہیں۔[11]

ان تمام معانی میں خواہ وہ عربی زبان سے ماخوذ ہوں یا انگریزی زبان سے سب کا ماحاصل یہ ہے کہ اجتہاد نام ہے کوشش اور مسلسل محنت کر کے کسی چیز کو حاصل کرنے کا۔

اجتہاد کا لغوی مفہوم

لفظ اجتہاد کی مختلف علماء وفقہاء کی طرف سے کی جانے والی تعریفات درج ذیل ہیں:(1) علامہ ابن منظور افریقی کے نزدیک اس کی تعریف ہے "بذل الوسع والمجهود في طلب الامر-"[12] کسی چیز کی تلاش میں اپنی پوری طاقت خرچ کرنا اور کوشش کرنا۔(2 محمد علی تھانوی لکھتے ہیں:"استفراغ الوسع في تحصيل أمر من الأمور مستلزم للكلفة والمشقة ولهذا يقال اجتهد في حمل الحجر ولا يقال اجتهد في حمل الخردلة-"[13] کسی قابل مشقت و کلفت کام کے انجام دینے میں مقدور بھر کوشش کرنا۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اس نے پتھر اٹھانے میں جدوجہد کی، یہ نہیں کہا جاتا کہ اس نے رائی کا دانہ اٹھانے میں جدوجہد کی۔(3) الجرجانی رقمطراز ہیں:"بذل المجهود في طلب المقصود من جهة الاستدلال-"[14] یعنی کسی مقصد کو پانے کیلئے استدلال کے پہلو سے اپنی تمام کوشش صرف کر دینا۔(4) راغب اصفہانی کہتے ہیں:"الاجتهاد اخذ النفس ببذل الطاقة وتحمل المشقة-"[15] اجتہاد کے معنی کسی کام پر پوری طاقت صرف کرنے اور اس میں انتہائی مشقت اٹھانے پر طبعیت کو مجبور کرنا کے ہیں۔

اجتہاد کا فقہی و اصطلاحی مفہوم

لماء و ماہرین اصول فقہ نے اجتہاد کی فقہی و اصطلاحی تعریف میں جو مختلف پیرائے اختیار کیے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے: (1) المعجم الوسیط کے مصنفین لکھتے ہیں:"يقال الاجتهاد في الاصطلاح الفقهي : استفراغ الفقيه الوسع ليحصل له ظن بحكم شرعي-"[16] فقہی اصطلاح میں اجتہاد کہتے ہیں کہ فقیہ اپنے قانونی حکم کے بارے میں سوچنے کے لیے وسعت کو خالی کرتا ہے۔(2) علامہ ابن منظور افریقی رقمطراز ہیں:"المراد رد القضية التي تعرض للحاكم من طريق القياس الى : الكتاب والسنة ولم يرد الرأي الذي رآه من قبل نفسه من غيرحمل على كتاب أو سنة -"[17] مراد یہ ہے کہ حاکم کے سامنے اس مقدمے کا حوالہ دیا جائے جو کہ کتاب و سنت سے مشابہت کے ساتھ پیش کیا گیا تھا اور اس نے اپنی طرف سے جو رائے دیکھی تھی اسے کتاب و سنت کا حوالہ دیے بغیر واپس نہیں کیا تھا۔(3) امام غزالی رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مجتہد کا شرعی احکام کے علم کی تلاش میں اپنی کوشش کرنا اجتہاد ہے۔[18] (4) علامہ آمدی کے نزدیک اجتہاد شرعی احکام میں کسی علم سے متعلق غالب گمان کے حصول میں ایسی طاقت صرف کرنے کے ساتھ مخصوص ہے کہ بندہ اس میں مزید طاقت صرف کرنے سے عاجز ہے۔[19] (5) علامہ تفتازانی شافعی کسی شرعی حکم کے بارے میں غالب گمان کے حصول میں فقیہ کا اپنی طاقت صرف کرنے کو اجتہاد کہتے ہیں۔[20] (6) شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رقمطراز ہیں:"استفراغ الجهد في ادراك الأحكام الشرعية الفرعية عن ادلتها التفصيلية الراجعة كلياتها في اربعة اقسام الكتاب والسنة والاجماع والقياس-"[21] یعنی احکام شرعیہ معلوم کرنے کیلئے پوری محنت اور جدوجہد صرف کرنا۔ معلومات تفصیلی دلائل سے حاصل ہوتی ہیں جن کا مرجع کتاب و سنت، اجماع اور قیاس ہیں۔

کوشش و جدوجہد کا درجہ

سابقہ سطور میں جیسا کہ اجتہاد کے لغوی و اصطلاحی مفہوم سے واضح ہے "اجتہاد کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اپنی حد تک انتہائی کوشش اور طاقت صرف کی جائے اور کسی نے مسئلہ کا شرعی علم معلوم کرنے میں اتنی زیادہ کوشش کی جائے کہ یہ غالب گمان حاصل ہو جائے کہ نئے مسئلہ کا جو علم اخذ کیا گیا ہے وہی شریعت کا مقصد و منشا ہے۔ اگر کوشش اور طاقت کے استعمال میں مجتہد

کی طرف سے کوئی کمی رہ گئی تو میر اجتنا نہیں ہو گا۔ اس سلسلہ میں امام غزالی فرماتے ہیں:"هو استفراغ القوة النظرية حتى يحس الناظر من نفسه عن مزيد طلب-"[22] بندہ شرعی احکام کے علم کی طلب میں اس حد تک کوشش کرے کہ خود اس کو پیسیوں ہو کہ اس سے زیادہ کوشش کرنے سے وہ اب عاجز ہے۔[23] اسی بات کو پہلے علامہ آمدنی کے حوالے سے بھی نقل کیا جاچکا ہے۔ اسی طرح تفتازانی بھی فرماتے ہیں کہ:"بذل تمام الطاقة بحيث يحس من نفسه العجز عن المزيد عليه-"[24] لیکن اپنی طاقت بھر اس انداز سے محنت کرنا کہ اس سے زیادہ میں اپنے آپ کو مجبور اور بے بس محسوس کرے۔

اجتہاد کی اقسام

اجتہاد کی اقسام یا اس کی تقسیم کے حوالے سے بحث کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے:

1۔ اجتہاد کی اقسام مناطِ علم کے لحاظ سے

مناط کے معنی مدار ہیں جس سے مراد علت ہے۔ یہ تقسیم مناط علم، یعنی اس علت کے اعتبار سے کی گئی ہے جس پر حکم شرعی کا دارومدار ہوتا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں:"مناط الحكم أي ما أضاف الشرع الحكم اليه وناطه به ونصبه علامة عليه-"[25] چنانچہ اجتہاد کی مناط حکم کے اعتبار سے مندرجہ ذیل تین اقسام ہیں: (1) تحقیق مناط (۲) تنقیح مناط (۳) تخریج مناط

(1) تحقیق مناط: تحقیق مناط حکم یا تعبیر و انطباق حکم سے مراد کسی حکم شرعی کو صحیح طور پر سمجھنا اور درپیش مسائل پر اس کے انطباق کیلئے اجتہاد کرنا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے حکم اور علت حکم۔ دونوں منصوص ہوں لیکن اس حکم کو مسائل حاضرہ پر منطبق کرنے اور اس کی جزئی تفصیلات طے کرنے کیلئے بحث و تحقیق اور اجتہاد کی ضرورت پڑتی ہو یعنی حکم کے محل اور مصداق کے تعین کیلئے اجتہاد کرنا پڑے گا۔ اس قسم کے جواز پر امت کا کوئی اختلاف نہیں۔ اس کی اصطلاحی تعریف یوں کی جاتی ہے:"أن يقع الاتفاق على علة وصف بنص او اجماع فيجتهد الناظر في صورة النزاع التي خفي فيها وجود العلة"۔[26] نص یا اجماع سے جو علت متفقہ طور پر متعین ہو چکی ہو اس کو اجتہاد سے نئے زیر بحث مسئلہ (جس میں علت مخفی ہے) میں ثابت کرنا۔ علامہ شاطبی کی تعریف زیادہ وسیع ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں:"معناه ان يثبت الحكم بمدركه الشرعي لكن يبقى النظر في تعيين محله۔"[27] اس کے معنی یہ ہیں کہ حکم اپنی جگہ شرعی طور پر ثابت ہو لیکن اس کے کل کے تعین میں غور و فکر کا کام باقی رہے۔ تحقیق مناط کی ایک شکل یہ ہے کہ حکم موجود ہے، اس کی علت متعین ہے اور اجتہاد کے ذریعہ اس کو نئے مسئلہ میں جاری کرنا تاکہ وہی حکم نئے مسئلہ کا بھی ہو۔ مثلاً چور کی سزا مقرر ہے۔ اس کی علت سرقہ (چوری) ہے۔ یہ متفقہ طور پر ثابت ہے نیا مسئلہ نباش، یعنی کفن چور کا درپیش ہے تو غور و فکر کے ذریعہ ثابت کرنا کہ اس کو سارق کے زمرہ میں شامل کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حکم و علت سب کچھ موجود لیکن اس کے نفاذ کے لیے موقع و محل کی تعیین کا کام باقی ہے کہ یہ موقع و محل اس حکم کے نفاذ کا متحمل ہے یا نہیں۔ حضرت عمر کے اولیات یا حالات و زمانہ کی رعایت والے بہت سے احکامات اس کے تحت آتے ہیں۔ اسی طرح مثلاً نصوص سے یہ حکم تو ثابت ہے کہ گواہ کا عادل اور دیانتدار ہونا ضروری ہے اور عادل ہونے کی شرائط بھی نصوص سے بیان کر دی گئی لیکن موقع و محل کی مناسبت سے اس بات کا تعین کرنا کہ کونسا گواہ عادل اور دیانتدار ہے اور کونسا نہیں ہے؟ اس کا فیصلہ قاضی کے اجتہاد اور تزکیۃ الشہود کے ذریعہ کیا جائے گا۔ اسی طرح کے کام باقی رہتے ہیں جن کی ہر دور اور محل میں ضرورت رہتی ہے۔

(2) تنقیح مناط: تنقیح کے معنی لغت میں صاف ستھرا کرنا اور جدا کرنا کے ہیں۔ کلام مشق اس وقت بولا جاتا ہے جب کلام زوائد سے پاک و صاف ہو۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے:"الحاق الفرع بالاصل بالغاء الفارق بان يقال لافرق بين الاصل والفرع الأكذا وذالك لا مدخل له في الحكم البتة فيلزم اشتراكهما في الحكم لاشتراكهما في الموجب له

۔"[28] فرق کرنے والے کو لغو قرار دے کر اصل کے ساتھ فرع کو ملا دینا، اس طرح کہ اصل اور فرع کے درمیان کوئی فرق نہیں ہے۔ مگر اس قدر کو حکم میں کوئی دخل نہیں ہے جب اصل شے میں دونوں شریک ہیں تو حکم میں بھی شریک ہونگے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم اور علت دونوں منصوص تو ہوں لیکن علت کے ساتھ اور بھی ایسے اوصاف ملے ہوئے ہوں جن کے متعلق مدار حکم ہونے کا شبہ پیدا ہو سکتا ہو، ایسی صورت میں مجتہد کو اپنی اجتہادی بصیرت سے کام لے کر اصل علت اور مناط کو باقی ممکنہ علل سے ممیز و منقح کرنا پڑتا ہے۔ بالفاظ دیگر یہ اجتہاد و استنباط علت کیلئے نہیں بلکہ تنقیح و تشخیص علت کے لیے کیا جاتا ہے۔ مثلاً ایک اعرابی نے رمضان میں قصداً اپنی بیوی سے جماع کر کے حضور ﷺ کے سامنے خود اقرار کر لیا تو آپ نے اسے کفارہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعے میں حکم یعنی کفارہ دینا منصوص ہے مگر علت حکم کے لیے کئی اوصاف سامنے ہیں۔ مثلاً اعرابی ہونا، جماع کرنا، خاص اپنی بیوی سے جماع کرنا، رمضان کے روزے میں کرنا، قصداً کرنا۔ مجتہد ان سب میں غور و فکر کر کے پہلے ہی دیکھتا ہے کہ کونسا وصف حکم کا مدار یعنی علت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے اور کون سا نہیں رکھتا۔ پھر دلائل کے ذریعہ دونوں میں امتیاز قائم کرتا ہے اور جس میں علت کی صلاحیت رکھتا ہے اس کو واضح اور منقح کرتا ہے۔ چنانچ تنقیح مناط کے ذریعہ مذکورہ صورت میں حنفیہ کے نزدیک عمداً روزہ توڑنا حکم کی علت قرار دی گئی ہے۔ اعرابی ہونا اور اپنی منکوحہ بیوی سے جماع کرنا کوئی جرم نہیں ہے۔ صرف قصداً رمضان کے فرض روزے کو توڑنا جرم ہے جس کی سزا کفارہ واجب ہے۔ تو یوں عند الحنفیہ حکم شرعی یہ ہے کہ جو بھی رمضان میں روزے کو عمداً توڑے اس پر کفارہ واجب ہے، خواہ عربی ہو یا عجمی، عورت ہو یا مرد، دیہاتی ہو یا شہری، جماع سے توڑے یا کھانے پینے سے لیکن امام شافعی کے نزدیک جماع ہی اصل علت ہے۔ اس لیے کہ رمضان کے روزے کو جماع کے ذریعے توڑنا سنگین جرم ہے، اس لیے سزا بھی سنگین مقرر کر دی گئی ہے۔ لیکن غلام آزاد کرنا یا دو ماہ کے مسلسل روزے رکھنا۔ کھانے پینے کے ذریعہ روزہ توڑنا جرم تو ہے مگر جماع کے مقابلے میں خفیف جرم ہے، اس لیے اس کے لیے کفارہ سخت سزا مقرر نہیں کی گئی۔ یعنی شافعیہ کی تنقیح و تشخیص یہ ہے کہ جماع اصل علت ہے اور حنفیہ کی تنقیح و تشخیص یہ ہے کہ "افطار عمدا" اصل علت ہے۔ امام ابو حنیفہ کفارات میں بھی اس اجتہاد کے قائل ہیں اور اس اجتہاد کے اکثر منکرین قیاس بھی قائل ہیں۔[29]

(3) تخریج مناط: تخریج مناط کا مطلب استنباط علت یعنی علت نکالنا ہے۔ اصطلاحی تعریف یہ ہے: "استخراج علة معينة للحكم ببعض الطرق المقدمة-"[30] مقررہ طریقوں کے ذریعہ سے حکم کی متعین علت نکالنا۔ تخریج میں اس وصف کو دلائل کے ذریعہ مستنبط کیا جاتا ہے جو علت بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ حکم تو نصوص یا اجماع سے ثابت اور معلوم ہو لیکن اس کی علت منصوص نہ ہو۔ اس صورت میں مجتہد نص کے اشارات اور دیگر امارات و علامات کی روشنی میں علت کا استنباط و استخراج کرے گا اور جہاں بھی یہ علت موجود ہو وہاں پر نص کے حکم کو منطبق کرے گا۔ مثلا حدیث نبوی ﷺ کے مطابق سونے کے بدلے سونا، چاندی کے بدلے چاندی، گندم کے بدلے گندم، جو کے بدلے جو، کھجور کے بدلے کھجور اور نمک کے بدلے نمک برابر برابر فروخت کرنے کی اجازت ہے۔ کمی بیشی کی اجازت نہیں اور نہ ادھار کی۔[31] کیونکہ اسی کو ربو الفضل کہتے ہیں جس کے متعلق حضرت عمر نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ دنیا سے تشریف لے گئے مگر ربو کی تفصیلات ہم کو معلوم نہ ہو سکیں۔ لہذا تم ربو کو بھی چھوڑ دو اور ریبہ یعنی شبہ ربو کو بھی چھوڑ دو۔ جس ربو کا ذکر قرآن حکیم میں ہے وہ ربو النسیئہ ہے جس کی تفصیلات تو معلوم ہیں۔ اس حدیث میں حکم کی علت مذکور نہیں ہے بلکہ مجتہدین کے اجتہاد سے مستنبط ہے۔ امام ابو حنیفہ کے نزدیک اس کی علت قدر و جنس ہے۔ یعنی عوضین ایسی چیزوں میں سے ہوں جن کی خرید و فروخت پیمانے یا تولنے سے ہوتی ہو اور دونوں ایک جنس ہوں۔ یہ علت چاول اور دالوں اور مختلف قسم کے روغنیات میں بھی موجود ہے۔ لہذا ان میں بھی برابری کی شرط ہے۔ البتہ مذکورہ چھ چیزوں میں حرمت قطعی ہے اور دیگر اجناس میں حرمت ظنی ہے، اس لیے کہ جس

علت کی بناء پر دوسری چیزوں میں حرمت ثابت ہوتی ہے وہ اجتہادی و استنباطی علت ہے منصوص علت نہیں اور اجتہادی حکم ظنی ہوتا ہے جبکہ اس پر اجماع منعقد نہ ہوا ہو۔ اسی طرح شراب نوشی کی حد کے تقرر میں حد قذف پر قیاس کرتے ہوئے حضرت علی نے شرب خمر میں مست ہو کر بیہودہ باتوں کے کرنے اور بہتان باندھنے کی علت کے اشتراک کی بنیاد پر اسی (80) کوڑے قرار دیا جس کو حضرت عمر نے نافذ کر دیا اور پھر اسی پر صحابہ کا اجماع ہوا۔ چنانچہ حد شراب نوشی کی علت قطعی درجہ کی قرار دی جائے گی۔ اجتہاد کی اس قسم کو 'اجتہاد قیاسی'' کہا جاتا ہے جس کے لیے غیر معمولی صلاحیت و قابلیت کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس قسم میں عدت کو مستنبط بھی کرنا پڑتا ہے اور اس کا انطباق بھی اور غیر منصوص مسائل کو اس پر قیاس بھی کرنا پڑتا ہے اس لیے یہ ایک مشکل ترین کام ہے۔[32]

2۔ اقسام اجتہاد بلحاظ توضیح، استنباط اور استصلاح

اجتہاد کی ان اقسام کی تفصیل درج ذیل ہے:

(1) توضیحی اجتہاد: اس اجتہاد میں قرآن حکیم اور سنت رسول ﷺ کی وضاحت و تشریح سے مسائل کا حل تلاش کیا جاتا ہے۔ جس میں متعلقہ آیت وحدیث کے معنی و مفہوم کو متعین کیا جاتا ہے۔ چنانچہ الفاظ، معانی اور موقع و محل تینوں پر نظر ڈالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثال کے طور پر جس طرح حضرت عمر نے عراق و شام کی مفتوح زمینوں کے فیصلے میں سورۃ الحشر کی آیات "للفقراء المهاجرين الذين....الخ" کی روشنی میں اجتہاد کر کے سورۃ انفال کی آیت "واعلموا أنما غنمتم" ...الخ جو کہ مال غنیمت کی تقسیم کے بارے میں تھی، کی توضیح فرمائی جس سے لوگوں کو آیت غنیمت کا موقع و محل متعین کرنے میں سہولت ہوئی۔ چنانچہ تمام صحابہ کرام نے حضرت عمر کے اجتہاد سے اتفاق کیا اور طے پایا کہ عراق و شام کی اراضی اسلامی لشکر کے فوجیوں میں تقسیم نہ ہو بلکہ وہاں کے اصل باشندوں کے پاس ہی رہنے دی جائے تا کہ اللہ ورسول، مہاجرین و انصار اور اسلامی حکومت وبعد کے تمام لوگوں کو بھی اس سے فائدہ دیا جاسکے۔[33]

(۲) استنباطی اجتہاد: اجتہاد کی اس شکل میں مزید غور وفکر کر کے علت تلاش کی جاتی ہے، اور پھر اس علت کی بنیاد پر مسئلہ کا حل ڈھونڈا جاتا ہے۔ مثلا جس طرح حضرت ابو بکر صدیق نے مانعین زکوۃ کے خلاف جہاد کا فیصلہ سورۃ توبہ کی آیت ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ ترجمہ: پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز قائم رکھیں اور زکوۃ دیں تو ان کا راستہ چھوڑ دو۔ اور حدیث مبارکہ " لاخير في دين ليس فيه ركوع-" کی بنیاد پر اجتہاد کر کے استنباط علت کیا۔ نماز اور زکوۃ میں تفریق کرنا آپ کے نزدیک موجب قتال تھا۔ چنانچہ یہاں ترک صلوۃ کے مطالبہ پر قتال کے وجوب کی علت اسلام ایک رکن نماز سے دستبرداری کا مطالبہ ہے۔ یہ علت جس طرح ترک نماز میں پائی جاتی ہے اسی طرح زکوۃ، روزہ اور حج کے ترک کرنے میں بھی پائی جاتی ہے۔ لہذا جس طرح ترک صلوۃ کے مطالبہ پر وجوبِ قتال کا حکم نافذ ہو گا اسی طرح زکوۃ، روزہ اور حج ترک کرنے پر بھی وہی حکم نافذ ہو گا۔

(۳) استصلاحی اجتہاد

یہ اجتہاد کی وہ قسم ہے جس میں شریعت اسلامی کی روح اور انسانوں کی مصلحت کو بنیاد بنا کر پیدا شدہ مسائل کا حل نکالا جاتا ہے۔ جس طرح حضرت عمر نے مصلحت عامہ کی خاطر مدینہ کے قریب واقع اہل مدینہ کی ملکیت چراگاہ کو بلا معاوضہ سرکاری تحویل میں لے لیا تھا۔ حالانکہ اہل مدینہ مسلمان تھے اور ریاست کو عمومی طور پر ان کے اموال میں دست اندازی کی اجازت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ جب مدینہ کے ایک بدوی نے اس واقعہ پر حضرت عمر سے شکایت کی تو آپ نے فرمایا: ''خدا کی قسم! جانوروں والے سمجھتے ہیں کہ میں نے سرکاری چراگاہ محفوظ کر کے ان پر ظلم کیا ہے۔ یہ شہر انہی لوگوں کے ہیں۔ زمانہ جاہلیت میں انہی لوگوں نے اپنے ان شہروں کے لیے جانیں دیں اور اس زمین پر وہ اسلام لائے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ

قدرت میں میری جان ہے اگر میری سپردگی میں جہاد کے جانور نہ ہوتے جن پر مجاہدوں کو سوار کرتا ہوں تو میں ان کی بالشت بھر زمین بھی محفوظ نہ کرتا۔

موقع محل کے اعتبار سے اقسام اجتہاد

اس کی مندرجہ ذیل دو اقسام ہیں:

(1) اجتہاد عام: ایسا اجتہاد جو فقہ کے تمام ابواب میں اور تمام دلائل شرعیہ کے ساتھ کیا جائے۔

(2) اجتہاد خاص: اس اجتہاد کی مزید دو اقسام ہیں:

(1) ایسا اجتہاد جو فقہ کے کسی خاص باب کے بارے میں ہو مثلاً میراث کے بارے میں۔

(2) ایسا اجتہاد جو دلائل شرعیہ میں سے کسی ایک دلیل مثلاً قیاس کے ذریعہ سے کیا جائے۔

7۔ حکم تکلیفی کے اعتبار سے اقسام اجتہاد

اس ضمن میں پانچ اقسام ہیں:

(1) اجتہاد فرض عین: جب کسی مرتبہ اجتہاد کو پہنچے ہوئے شخص سے کسی واقعہ کا حکم پوچھا جائے یا وہ شخص خود کسی ایسے مسئلہ سے دوچار ہو جائے جس کے بارے میں وہ حکم الٰہی نہ جانتا ہو اور اس کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پایا جاتا ہو، ان دونوں حالتوں میں ایسے مجتہد پر فرض ہے کہ وہ شرعی دلائل میں غور وخوض کرکے اس مسئلہ کا حل معلوم کرنے کیلئے اپنی کوشش بروئے کار لائے۔

(2) اجتہاد فرض کفایہ: اگر مجتہدین زیادہ تعداد میں ہوں جن کی طرف شرعی مسائل احکام سے متعلق رجوع کیا جا سکے تو اس صورت میں اگر کسی ایک مجتہد نے کسی مسئلہ پر فتوی دے دیا تو دیگر تمام مجتہدین اس ذمہ داری سے بری ہو جائیں گے اور اگر کسی نے بھی اس مسئلہ کے حکم کی تلاش میں کوشش نہ کی اور فتوی نہ دیا تو سب مجتہدین گناہ گار ہوں گے۔

(3) اجتہاد مباح: یہ اس کوشش کے صرف کرنے کا نام ہے جو ان حوادث کے شرعی احکام معلوم کرنے کیلئے کی جائے جو ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئے لیکن ان کے رونما ہونے کا مستقبل قریب میں امکان ہو۔

(4) اجتہاد مکروہ: ان فرضی مسائل میں اجتہاد جو عادتاً اور عموماً وقوع پذیر نہیں ہوتے۔ ایسے مسائل کی تلاش میں مشغول ہونا مکروہ ہے۔

(۵) اجتہاد حرام: ان مسائل میں اجتہاد کرنا جن کے حکم کے ثبوت میں قرآن وسنت کی قطعی نصوص موجود ہوں یا وہ حکم اجماع سے ثابت ہو۔ قطعی نص یا اجماع کی موجودگی میں اجتہاد کرنا جائز نہیں۔[34]

خلاصہ

اجتہاد کے لغوی واصطلاحی مفہوم سے واضح ہے "اجتہاد کیلئے ضروری ہے کہ اس میں اپنی حد تک انتہائی کوشش اور طاقت صرف کی جائے اور کسی نے مسئلہ کا شرعی علم معلوم کرنے میں اتنی زیادہ کوشش کی جائے کہ یہ غالب گمان حاصل ہو جائے کہ نئے مسئلہ کا جو علم اخذ کیا گیا ہے وہی شریعت کا مقصد ومنشا ہے۔ اگر کوشش اور طاقت کے استعمال میں مجتہد کی طرف سے کوئی کمی رہ گئی تو میر اجتنا نہیں ہوگا۔ بندہ شرعی احکام کے علم کی طلب میں اس حد تک کوشش کرے کہ خود اس کو پیسوں ہو کہ اس سے زیادہ کوشش کرنے سے وہ اب عاجز ہے۔ لیکن اپنی طاقت بھر اس انداز سے محنت کرنا کہ اس سے زیادہ میں اپنے آپ کو مجبور اور بے بس محسوس کرے۔"

References

[1]Tabrani,Suleman bin Ahmad,Al mojam ul Oast,([B]Bairut: Dar ul Kutub Al-Ilmia, 1420AH),1:142.
[2] Ibn e Manzoor,Lisan ul Arab(Bairūt Dar ul Kutub Al-Ilmia,1414AH), 2:395.
[3] Tabrani ,Al mojam ul Osat,1:142.
[4] Ibn e Manzoor, Lisan ul Arab, 2:396.
[5] Tabrani, Al mojam ul Osat,1:142.
[6] Ibn e Manzoor,Lisan ul Arab, 2:390.
[7] Razi,Muhammad Bin Abdul Qadir,Mukhtar ul Sihah (Bairūt: Maktba Labnan, 1975AD),116.
[8] Ibn e Manzoor, Lisan ul Arab, 2:390.
[9] Isfahani, Hussain Bin Muhammad Ragheb, Mafradat Al-Quran (Damascus, Dara Al-Qalam, 2009AD),199.
[10] Bazdavi, Aladdin Abdul Aziz bin Ahmad, Kshf ul Asrar Ala Usool ul Bazdavi (Beirut, Dar al-Kitab al-Arabi), 14: 4.
[11] Feroz sons,English to English Dictionary (Lahore : New Edition), 232.
[12] Ibn e Manzoor, Lisan ul Arab, 2:399.
[13] Thanawi, Muhammad Ali Al-Thanawi, Kasshaf Istilahat al Funon Wal Aloom (Beirut: Maktab Lebanon Publishers, 1996AD), 1:198.
[14] Jorjani, Ali ibn Muhammad Sayyid al-Sharif, Al-Tarefat,(Dar al-Fadhila, 1413 AH), 39.
[15] Isfahani, Mafradat Al-Quran,199.
[16] Tabrani ,Al mojam ul Osat,1:192.
[17] Ibn e Manzoor,Lisan ul Arab, 2:397
[18] Ghazali, Abu Hamid Muhammad bin Muhammad, Al-Mustafa min Ilm Al-Usul (Idara Tul Q uran Wl Uloom IL islamia, Karachi, 1987AD), 2:300.
[19] Aamdi, Abu al-Hassan Ali ibn Muhammad, Ahkam Fi Usool Al Ahkam,(Beirut: Dar al-Fikr), 4:118.
[20] Taftazani, Saad Al-Din Masoud bin Omar, Al Talveeh Alt Tozeeh,(Beirut: Dar Al-Kutub Al-Ilmia), 2:117.
[21] Dehlavi, Shah Waliullah, Aqd al-Jaid fi Ahkam, Adlat al-Ijtihad wa Taqlid (Islamabad, Shariah Academy, 2000AD),3.
[22] Al-Ghazali, Al-Mustafa min Ilm Al-Usul,1:300.
[23] Amadi, Ahkam fi Usul Al-Ahkam, 4:1396.
[24] Taftazani, Al Talveeh Alt Tozeeh, 2: 1174.
[25] Al-Ghazali, Al-Mustafa min Ilm Al-Usul,2:54.
[26] Bhopalvi, Siddiq Hassan Khan, Hasool ul Maool Min Ilm El Usool, (Spain: Al-Jawaib Press, 1296 AH), 94.
[27] Shatbi, Abu Ishaq Ibrahim bin Musa, Al-Mawafqat,(Beirut, Dar abn Affan, 2008 AD), 4:92.
[28] Bhopalvi, , Hasool ul Maool Min Ilm El Usool, 94.
[29] Shatibi, Al-Mawafqat, 4:96.
[30] sharani , Abdul Wawab bin Ahmad, Minhaj al-Wassul al-Maqassid Alam al-Usul(Jordan: Dar al-Fatah, 2013AD), 51.
[31] Malik, Malik bin Anas, Muwatta Imam Malik, Kitab Ul Bayu, 50.
[32] Maulana, Gohar Rehman, IjtehaD or Osaf e Mujtahid (Mardan: Maktab Tafheem-ul-Quran, 2000AD), 29.
[33] Abu Dawud, Suleiman bin Ash'ath, Sunan Abi Daoud, Book of Kharaj,58.59.
[34] Shokani, Muhammad ibn Ali ibn Muhammad, Irshad al-Fahul al-Tahiqiq al-Haqq min Ilm al-Usool (Dar al-Fadhilah, 2000AD), 632.